# تقریری حدیث تعارف، اہمیت وحجیت

# Consent of Prophet Mohammad (PBUH), its Introduction Importance and Authenticity

ڈاکٹر مطیع الرحمن*

**ABSTRACT:**
Without practical performance of the Holy Prophet (ﷺ) it is merely impossible for anyone to understand the Holy Quran. It was his primary function to explain the meaning of Qur'anic verses and to set a concrete example for Muslims, therefore the Ahadith of the Holy Prophet (ﷺ) are certainly the second basic source in Islam. Muslim scholars classified the traditions of Holy Prophet (ﷺ) into three types; sayings, deeds, and consent of the Prophet (ﷺ). Hadith Taqreeri is the kind of Hadith in which the silence of the Holy Prophet (ﷺ) is mentioned when his compa-nions did something or said something in his presence and he refrains from condemning it. His silence in this context reveals to us the legal ruling of that saying or action. In this article I want to elaborate this kind of Hadith, its importance and its legal status in Islam.

## تقریری حدیث کے لغوی معنی:

"تقریر" عربی زبان کا لفظ ہے جو تفعیل کے وزن پر ہے اور "اقرار" سے ماخوذ جس کے معنی موافقت اور رضامندی کے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:( أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ)[1] کیا تم نے اِقرار کیا اور اس

* Assistant Professor, Islamabad Model College for Boys, G.11/1, Islamabad.

(شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ لسان العرب میں ہے کہ:

الإقرارُ الإذعانُ للحق والاعترافُ به أَقَرَّ بالحق أَي اعترف به وقد قَرَّرَه عليه وقَرَّره بالحق غيرُه حتى أَقَرَّ[2] .

**اصطلاحی معنی:**

حدیث کی وہ قسم جس میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اپنے ارشاد سے یا اشارے سے تائید فرمائی ہو اور آپ ﷺ نے اسکی ممانعت نہ فرمائی اور نہ ہی اسے ناجائز کہا ہو اسے تقریری حدیث کہتے ہیں۔ امام الشوکانی تقریری حدیث کی تعریف اسطرح کرتے ہیں کہ:

"وصورته أن يسكت النبي ﷺ عن إنكار قول قيل بين يديه أو في عصره وعلم به. أو "يسكت" عن إنكار فعل فعل بين يديه أو في عصره وعلم به، فإن ذلك يدل على الجواز وذلك كأكل العنب بين يديه"[3]۔ یعنی نبی کریم ﷺ کی خاموشی وعدم ممانعت ہے کسی بات پر جو آپ ﷺ کے سامنے کی گئی یا آپ ﷺ کے زمانے میں کی گئی اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو یا آپ ﷺ کی عدم ممانعت ہے کسی کام پر جو آپ ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کے زمانے میں ہوا اور آپ ﷺ کو اس کا علم بھی ہو تو یہ اس کے جواز کی دلیل ہے جیسے آپ ﷺ کے سامنے انگوروں کا کھایا جانا۔

امام الزرکشی تقریری حدیث کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: وَصُورَتُهُ أَنْ يَسْكُتَ النبي عليه السَّلَامُ عن إنْكَارِ قَوْلٍ أو فِعْلٍ قِيلَ أو فُعِلَ بين يَدَيْهِ أو في عَصْرِهِ وَعَلِمَ

بِهِ فَذَلِكَ مُنَزَّلٌ مَنْزِلَةَ فِعْلِهِ فِي كَوْنِهِ مُبَاحًا إِذْ لَا يُقِرُّ على بَاطِلٍ[4]۔یعنی اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی زمانے میں ہوا، اور آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس کے منع کرنے سے رکے رہے تو ایسا کام گویا آپ ﷺ ہی کا کام ہے اور وہ مباح ہے کیونکہ آپ ﷺ کسی غلط کام کو برقرار نہیں رکھ سکتے"۔

عبد اللہ بن یوسف الجدیع نے تقریری حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ:

سنة تقريرية المقصودُ بها: سكوتُ النَّبيِّ ﷺ وتركُهُ الإنكارَ على قولٍ أو فعلٍ وقعَ بحضرتِهِ، أوفي غيبتِهِ وبلغَه، أوتأكيدُهُ الرِّضا بإظهارِ الاستِبشَارِ بهِ أو استِحسَانِهِ[5]۔ یعنی کوئی بات یا عمل جو نبی کریم ﷺ کے سامنے ہوا یا آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں ہوا، مگر آپ ﷺ کو اس کا علم ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو یا آپ ﷺ کا کسی قول و فعل پر اظہار مسرت فرمانا اور تاکیدی رضامندی و اطمینان کا اظہار فرمانا۔

**تقریری حدیث کے ارکان:**

تقریری حدیث کے تین ارکان ہیں:

اول: وہ کسی صحابی کا قول یا فعل ہو۔

دوم: یہ قول یا فعل نبی کریم ﷺ کے علم میں ہو۔

سوم: نبی کریم ﷺ نے اس قول یا فعل پر اپنے ارشاد سے، یا خاموش رہ کر، یا اظہار مسرت کے ساتھ موافقت فرمائی ہو۔

امام الزرکشی نے ابن السمعانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

إذا قال الصَّحَابِيُّ كَانُوا يَفْعَلُونَ كَذَا وَأَضَافَهُ إِلَى عَصْرِ النبي ﷺ وكان مِمَّا لَا يَخْفَى مِثْلُهُ حُمِلَ على الْإِقْرَارِ وَيَكُونُ شَرْعًا لنا[6]۔یعنی جب صحابی یہ کہے کہ وہ ایسا کیا

کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کے دور کی طرف نسبت کرے اور وہ عمل پوشیدہ بھی نہ ہو تو اس پر آپ ﷺ کی رضامندی کا اطلاق ہو گا اور ہمارے لئے تشریعی حیثیت کا حامل ہو گا۔

**تقریری حدیث کی مختلف اقسام:**

**(1) قول کے ذریعے تائید فرمانا:**

صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا تجھ پر حق ہے اور تیرے بچوں کا تجھ پر حق ہے اس لئے ہر مستحق کا حق ادا کر۔ پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے یہ بیان کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا[7]۔

**(2) عمل کے ذریعے تائید فرمانا:**

اس کی ایک مثال نبی اکرم ﷺ کا مچھلی کا گوشت تناول فرمانا ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سریے (فوجی مہم) میں بھیجا، ہمارا زادِ سفر ختم ہو گیا، ہمارا گزر ایک مچھلی سے ہوا جسے سمندر نے باہر نکال پھینکا تھا۔ ہم نے چاہا کہ اس میں سے کچھ کھائیں تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے روکا، پھر کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں اور اللہ کے راستے میں نکلے ہیں، تم لوگ کھاؤ، چنانچہ ہم نے کچھ دنوں تک اس میں سے کھایا، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے فرمایا: "اگر تمہارے ساتھ (اس میں سے) کچھ باقی ہو تو اسے ہمارے پاس بھیجو[8] " صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں (فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ) رسولِ کریم ﷺ کو اس گوشت میں سے کچھ دیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا[9]۔

**(3) خاموش رہ کر تائید فرمانا:**

سیدنا قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رَأَى رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ

رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَانِ»، فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ. فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ[10] یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا: "صبح کی نماز تو دو رکعت ہے" اس آدمی نے جواب دیا میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں، لہذا اب پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے۔

**(4) مسکرا کر تائید فرمانا:**

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں مجھے ایک ٹھنڈی رات احتلام ہو گیا، مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، چنانچہ میں نے تیمم کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی، انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپؐ نے پوچھا "اے عمرو، کیا تو نے جنبی ہوتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی جماعت کرائی تھی؟" میں نے بتایا کہ کس وجہ سے میں نے غسل نہیں کیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ میں نے اللہ کا فرمان سنا ہے «ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما» "اپنے آپ کو قتل نہ کرو، اللہ تم پر بہت ہی مہربان ہے" تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور کچھ نہ کہا[11]۔

(5) کسی صحابی کا یہ کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے، کہتے ہیں کہ: «كُنَّا نَعْزِلُ وَالقُرْآنُ يَنْزِلُ» "ہم عزل کیا کرتے تھے جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا[12]۔

**تقریری حدیث کی اہمیت:**

اللہ تعالی کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا نبی کریم ﷺ کی سب سے اہم ذمہ داری تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ: (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ

تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهُ)[13] آپ نے یہ کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے سرانجام دیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے (الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ)[14] امر بالمعروف اور نہی وعن المنکر کے فریضے کو اللہ تعالی نے امت پر بھی واجب کیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[15] اور جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان سے روکے، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ دل میں برا جانے، یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے[16]۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جو چیز امت پر واجب ہو نبی کریم ﷺ اسے سرانجام نہ دیں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کے سامنے کوئی غلط کام ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس سے منع نہ کیا ہو اور اس پر خاموش رہے ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں بہت سی عادات اور طور وطریقے مروج تھے ، ان طور طریقوں میں سے جس چیز کو آپ ﷺ نے خلاف شریعت پایا اسکی ممانعت فرمادی اور جس طریقے کے کسی جزو میں کسی اصلاح کی گنجائش ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس جزو کی اصلاح فرمادی اور باقی امور جن میں کسی اصلاح کی گنجائش نہ تھی ان کو ویسے ہی رہنے دیا اور صحابہ کرام ان امور کو نبی کریم ﷺ کے سامنے کرتے رہے ان سب امور کو حدیث تقریری کہتے ہیں۔

**تقریری حدیث کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں:**

فكنقلهم إقراره لهم على تلقيح النخل وعلى تجاراتهم التي كانوا يتجرونها وهي على ثلاثة أنواع تجارة الضرب في الأرض وتجارة الإدارة وتجارة السلم فلم ينكر عليهم منها تجارة واحدة وإنما حرم عليهم فيها الربا الصريح ووسائله المفضية إليه أو

التوسل بتلك المتاجر إلى الحرام كبيع السلاح لمن يقاتل به المسلم وبيع العصير لمن يعصره خمراوبيع الحريرلمن يلبسه من الرجال ونحوذلك مما هو معاونة على الإثم والعدوان وكإقرارهم على صنائعهم المختلفة من تجارة وخياطة وصياغة وفلاحة وإنماحرم عليهم فيهاالغش والتوسل بهاإلى المحرمات و كإقرارهم على إنشاد الأشعار المباحة وذكر أيام الجاهلية والمسابقة على الأقدام[17]یعنی(حضورؐ) نے کھجور کا پیوند لگانا برقرار رکھا، تینوں قسم کی تجارتیں برقرار رکھیں، زمین میں چل پھر کر تجارت، ادارہ کی تجارت، ادھار کی تجارت، ان میں سے کسی تجارت پر آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا، ہاں سود کو منع فرمایا، جو وسائل سودی ہوں، جو چیزیں سود تک پہنچانے والی ہوں، ان سب سے روک دیا جو تجارت کسی حرام کام کا ذریعہ بنتی ہو اس سے روک دیا مثلاً اس کے ہاتھ ہتھیار بیچنا جو مسلمانوں سے برسرپیکار ہو ، شیرہ اس کے ہاتھ بیچنا جو اس سے شراب بنائے، ریشم ان مسلمان مردوں کے ہاتھ بیچنا جو اسے اپنے پہننے کے لئے لے رہے۔ غرض گناہ اور زیادتی کے کاموں پر کسی کی مدد جس تجارت سے ہوتی ہو اس سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا لوگوں کی مختلف قسم کی صنعتوں کاروبار، سلائی کڑھائی دستکاری، کاشتکاری وغیرہ کو بھی آپ ﷺ نے برقرار رکھا اور ان کے لئے ملاوٹ اور اور ان چیزوں کو جو حرام کی طرف جانے کا ذریعہ بنیں انہیں حرام ٹھہرایا اسی طرح مباح اشعار کہنا، زمانہ جاہلیت کے قصوں کا ذکر، اور مقابلہ دوڑ جیسے کاموں کو برقرار رکھا گیا۔

**تقریری حدیث کی حجیت:**

تمام علماء تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں اور انھوں نے اسے حدیث کی ایک مستقل قسم شمار کیاہے۔ اور امام بخاری نے اپنی کتاب میں باقاعدہ یہ عنوان دیاہے باب من رأى ترك النكيرمن النبيﷺحجة، لامن غيرالرسول[18]. کیونکہ جو کام بھی آپ ﷺ کے

روبرو ہوا یا آپ ﷺ اس سے مطلع ہوئے اور ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا، یا کوئی خبر جو آپ ﷺ تک پہنچی اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی تو یہ اس کام کے مباح ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ گناہ اور باطل کام کو دیکھ کر خاموش رہنا عصمت نبوت کے خلاف ہے۔ آپ ﷺ کے دور میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے برائی یا حرام کام کا ارتکاب کیا ہو اور پھر اس کے متعلق وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو مطلع نہ کیا گیا ہو۔ ابن الصلاح کہتے ہیں کہ: قولُ الصَّحابيِّ: ((كُنَّا نَفْعَلُ كذا أو كنَّا نقولُ كذا)) إنْ لَمْ يُضِفْهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ فهوَ مِنْ قبيلِ الموقوفِ، وإنْ أضافَهُ إلى زمانِ رسولِ اللهِ ﷺ، فالذي قَطَعَ بهِ أبو عبدِ اللهِ بنُ البَيِّعِ الحافظُ وغيرُهُ مِنْ أهلِ الحديثِ وغيرِهِم أنَّ ذلكَ مِنْ قبيلِ المرفوعِ ...... ومِنْ هذا القبيلِ قولُ الصحابيِّ:((كُنَّا لا نرى بأساً بكذا ورسولُ اللهِ ﷺ فِيْنا. أو كانَ يقالُ كذا وكذا على عهدِهِ، أو كانُوا يفعلونَ: كذا وكذا في حياتِهِ ﷺ)). فكلُّ ذلكَ وشبهُهُ مرفوعٌ مُسْنَدٌ مُخَرَّجٌ في كتبِ المسانِدِ.[19] یعنی کسی صحابی کا زمانہ نبوی کی طرف منسوب کئے بغیر یہ فرمانا کہ ہم ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو ایسی حدیث موقوف ہو گی، جبکہ صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے یا کہا کرتے تھے تو اس کا حکم ابو عبد اللہ بن البیع الحافظ اور دوسرے محدثین کے ہاں مرفوع کا ہے۔۔۔۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع تھی اور آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا، اور آپؐ کی رضامندی سنن مرفوعہ کی ایک شکل ہے کیونکہ حدیث میں جہاں آپؐ کے اقوال وافعال شامل ہیں وہیں آپؐ کی رضامندی اور کسی بات کا علم ہونے کے باوجود عدم ممانعت بھی حدیث میں شامل ہے۔ اور اسی طرح کسی صحابی کا یہ فرمانا کہ ہم اسے کچھ معیوب نہ سمجھتے تھے جبکہ نبی کریم ﷺ ہم میں موجود تھے، یا یہ کہنا کہ آپؐ کے زمانے میں فلاں فلاں بات کہی جاتی تھی، یا لوگ آپؐ کی حیات مبارکہ میں فلاں فلاں کام کیا

کرتے تھے تو ان سب کا حکم مرفوع مسند کا ہے۔

امام الزرکشی فرماتے ہیں کہ: أَمَّا سُكُوتُ النبيﷺعن الشَّيْءِ يُفْعَلُ بِحَضْرَتِهِ وَ لَا يُنْكِرُهُ فَدَلِيلُ الْجَوَازِ[20]۔ یعنی نبی کریمﷺ کا کسی چیز پر جو آپﷺ کے سامنے پیش آئی ہو، خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے"۔ امام الحرمین جوینیؒ فرماتے ہیں کہ: وإقرار صاحب الشريعةﷺ على القول من أحد هو قول صاحب الشريعة أي كقوله ﷺ، وإقراره على الفعل من أحد كفعله، لأنه معصوم عن أن يقر أحداً على منكر[21] یعنی صاحب شریعتﷺ کا کسی کی بات پر رضا مندی کا اظہار فرمانا گویا وہ آپﷺ ہی کی بات ہے، اور آپﷺ کا کسی کے فعل پر سکوت فرمانا گویا وہ آپﷺ ہی کا فعل ہے کیونکہ آپ ﷺ اس بات سے پاک ہیں کہ آپﷺ کسی غلط کام کو برقرار رکھیں۔

تقریری حدیث کی حجیت کے متعلق امام ابن حزم فرماتے ہیں:

وأما الشيء يراه عليه السلام أو يبلغه أو يسمعه فلا ينكره ولا يأمر به فمباح لأن الله عز و جل وصفه عليه السلام فقال {الذين يتبعون لرسول لنبي لأمي لذي يجدونه مكتوبا عندهم في لتوراة ولإنجيل يأمرهم بلمعروف وينهاهم عن لمنكر ويحل لهم لطيبات ويحرم عليهم لخبآئث ويضع عنهم إصرهم ولأغلال لتي كانت عليهم فلذين آمنوا به وعزروه ونصروه وتبعوا النور لذي أنزل معه أولئك هم لمفلحون[22]} فلو كان ذلك الشيء منكرا لنهى عنه عليه السلام بلا شك فلما لم ينه عنه لم يكن منكرا فهو مباح المباح معروف وما عرفه عليه السلام فهو معروف ولا معروف إلا ما عرف ولا منكر إلا ما أنكر[23]۔ "یعنی آپﷺ کسی چیز کو دیکھیں، یا آپ ﷺ کو اس کی خبر ملے، یا آپﷺ اسے سنیں اور پھر نہ تو اسے برا جانیں، نہ اس کے متعلق کوئی حکم ارشاد

فرمائیں تو اس چیز کا حکم جائز کا ہے، کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: جو لوگ ایسے رسول نبی امی ﷺ کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ پس اگر یہ چیز بری ہوتی تو بلاشبہ آپؐ اس سے ضرور روکتے، اور اگر نہیں روکا تو یہ چیز بری نہیں ہے بلکہ مباح ہے اور مباح معروف (نیکی) ہے، اور جس شے کو آپؐ نے اچھائی سمجھا دراصل وہی اچھائی ہے اس کے سوا کوئی اور اچھائی ہو ہی نہیں سکتی، اور برائی بھی صرف وہی ہے جس کو آپؐ نے برا جانا"۔

## تقریری حدیث کی چند مثالیں:

جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ عزل کرتے تھے حالانکہ اس وقت قرآن شریف نازل ہو رہا تھا[24] ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں فبلغ ذلك النبي ﷺ فلم ینهنا نبی کریم ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع نہیں کیا [25] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عزل کرنے کو مباح خیال کرتے تھے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کا علم تھا لیکن آپ ﷺ نے صحابہ کو اس سے منع نہیں فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے حضور ﷺ کی خاموشی کسی بھی کام کے جواز کے لیے حجت تھی اور وہ اسے آپ کی رضامندی سمجھتے تھے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: کہ جو بات میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ جس نے یہ حکم (عزل کے جواز کا) مستنبط کیا ہے اس نے نزول قرآن سے مراد وحی متلو اور غیر متلو دونوں لیے ہیں، گویا وہ یہ کہتا ہے کہ: فعلناه في زمن التشريع ولو كان حراما لم نقر عليه ہم نے یہ کام ایام نبوت میں کیا اور اگر یہ حرام ہوتا تو ہم کبھی اس پر کاربند نہ رہتے[26]۔

صاحب تحفۃ الاحوذی مبارکپوری فرماتے ہیں: "حديث كنا نعزل والقرآن ينزل فيه جواز الاستدلال بالتقرير من الله ورسوله على حكم من الأحكام؛ لأنه لو كان ذلك الشرع حراماً لم يقررا عليه، ولكن بشرط أن يعلمه النبي ﷺ قال:

لأن الظاهر أن النبي صلى الله عليه وسلم اطلع على ذلك وأقره لتوفر دواعيهم على سؤالهم إياه عن الأحكام[27]. اس حدیث کہ "ہم نزول قرآن کے دور میں عزل کیا کرتے تھے" میں اس جواز کی دلیل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شرعی احکام میں سے کسی حکم پر خاموشی اسے برقرار رکھنا ہے کیونکہ اگر یہ شرعی طور پر حرام ہوتا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کبھی بھی اسے برقرار نہ رکھتے، لیکن شرط یہ ہے کہ رسول ﷺ کو اس کا علم ہو۔ جبکہ کئی اسباب اور صحابہ کرام کے ان مسائل کی بابت استفسارات سے یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ کو اس بات کا علم تھا اور آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا۔

اسی طرح مسند احمد میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ایک کپڑے میں نماز سنت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے ہمیں اس پر ٹوکا نہیں[28]"۔ اس حدیث میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک ایسے عمل کو سنت قرار دے رہے ہیں جسے صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کی تقریری حدیث کو صحابہ حجت سمجھتے تھے اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں:"ولا يعاب علينا أي وما نهانا، فيكون تقريراً نبوياً فثبت جوازه بالسنة إذ عدم الإنكار دليل الجواز لا دليل الندب" آپ نے ہمیں برا خیال نہیں کیا سے مراد ہے کہ آپؐ نے منع نہیں فرمایا پس نبی کریم ﷺ کی تقریری سنت کی رو سے اس کا جواز ثابت ہوا اس طرح آپؐ کا کسی بات سے منع نہ کرنا اس کے جواز کی دلیل ہے نہ کہ محض اس کا مندوب ہونے کی[29]۔

امام بخاری نے مشہور تابعی محمد بن المنکدر کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب وہ دونوں منیٰ سے عرفات کی طرف آرہے تھے پوچھا کہ جب

آپ لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو اس دن کیا کیا کرتے تھے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ جواب دیا کہ: «كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلاَ يُنْكِرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ مِنَّا الْمُكَبِّرُ فَلاَ يُنْكِرُ عَلَيْهِ»[30] حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی خاموشی اور عدم ممانعت کو منی سے عرفات کی طرف آتے ہوئے تکبیر و تحلیل کے جواز پر محمول کرتے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی تقریری حدیث احکام میں حجت ہے۔ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: أي لاينكر عليه أحد فيفيد التقرير منه کہ آپ ﷺ کا منع نہ فرمانا آپ ﷺ کا اس عمل کو برقرار رکھنا ہے[31]۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میں اس وقت قریب البلوغ تھا، رسول اللہ ﷺ اس وقت دیوار کے سوا کسی اور چیز کا سترہ کر کے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، صف کے کچھ حصے سے گزر کر میں اپنی سواری سے اترا اور گدھی کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور خود صف میں شامل ہو کر شریک نماز ہو گیا۔ کسی نے اس وجہ سے مجھ پر اعتراض نہیں کیا[32]۔ حافظ ابن حجرؒ نے ابن دقیق العیدؒ کا قول ذکر کیا ہے: "کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عدم ممانعت سے جواز کا استدلال کیا ہے، اور آپ نے اس سے نماز دہرانے کا استدلال نہیں کیا کیونکہ عدم ممانعت کا فائدہ زیادہ ہے" حافظ ابن حجرؒ ابن دقیق العیدؒ کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ان کی توجیہ یہ ہے کہ نماز کا دوبارہ ادا نہ کرنا صرف اس نماز کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے نہ کہ نمازیوں کے آگے سے گزرنے کے جواز پر، جبکہ عدم ممانعت نمازیوں کے آگے سے گزرنے کے جواز پر اور نماز کے صحیح ہونے دونوں پر دلالت کرتا ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ عدم ممانعت جواز کے لیے حجت ہے بشرطیکہ عدم ممانعت کا سبب کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہ ہو اور یہ بات بھی ثابت ہو کہ اس کام کی اطلاع آپ ﷺ کو ہے"[33]۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نماز فجر کے بعد دو رکعت نماز پڑھ رہا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے تو اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے دو رکعت سنت فجر نہیں پڑھی تھیں۔ سو اس وقت میں نے ان دونوں رکعتوں کو پڑھا ہے اس پر آپ ﷺ چپ رہے[34]۔ نبی کریم ﷺ کا خاموش ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ جس شخص کی سنت فجر رہ گئی ہوں وہ بعد نماز فرض کے سنت فجر پڑھ لے اور سنت فجر کی قضاء بعد طلوع آفتاب کے بھی جائز ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جنگ خندق میں (جب جنگ ہو چکی) یوں فرمایا: «لاَ يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ العَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ» فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ العَصْرُ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لاَ نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ[35]. یعنی تم میں سے ہر شخص عصر کی نماز بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر پڑھے۔ نماز کا وقت راستے میں آ پہنچا تو بعض نے کہا: ہم جب تک بنی قریظہ کے پاس نہ پہنچیں، عصر کی نماز نہیں پڑھیں گے اور بعض نے کہا: ہم نماز پڑھ لیتے ہیں، کیونکہ آنحضرتؐ کے ارشاد کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز قضا کریں، پھر بارگاہ رسالت میں اس واقعہ کا ذکر آیا، آپؐ نے کسی پر خفگی نہیں کی، گویا آپؐ کا کسی پر سرزنش نہ کرنا ہر ایک کے عمل کو درست قرار دینا ہے۔

صحیح بخاری میں سعید بن جبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: «أَهْدَتْ أُمُّ حُفَيْدٍ خَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقِطًا وَسَمْنًا وَأَضُبًّا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الأَقِطِ وَالسَّمْنِ، وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا»، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا أُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ»[36] یعنی میری خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گھی پنیر اور سانڈے ہدیہ کیے۔ آپؐ نے گھی اور

پنیر میں سے تناول فرمایا اور سانڈے کو کراہت محسوس کرتے ہوئے چھوڑدیا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ (سانڈا) رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر کھایا گیا۔ اگر یہ حرام ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے دستر خوان پر نہ کھایا جاتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: «كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ فِي مَكَانِ السُّجُودِ»[37] یعنی ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم میں سے ہر آدمی گرمی سے بچنے کے لیے اپنے کپڑے کے دامن پر سجدہ کرتا۔ حافظ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: وفي الحديث جواز استعمال الثياب وكذا غيرها في الحيلولة بين المصلي وبين الأرض لاتقاء حرها وكذا بردها وفيه إشارة إلى أن مباشرة الأرض عندالسجودهوالأصل لأنه علق بسط الثوب بعدم الاستطاعة واستدل به على إجازة السجود على الثوب المتصل بالمصلى[38]۔ یعنی اس حدیث کے مطابق زمین کی گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے کپڑے اور اسی طرح کسی اور چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے، تاہم اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے کہ سجدے کا اصل حکم یہ ہے کہ بلا کسی حائل کے زمین کی دھوڑی پر سجدہ کیا جائے ورنہ جملہ من شدۃ الحر کا کوئی مفاد نہیں رہتا۔

**نتائج:** اس مقالے سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

1- تقریری حدیث، جس میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا کوئی عمل یا فعل ہوا ہو یا آپ ﷺ کو اسکی اطلاع ملی ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو۔

2- تقریری حدیث، حدیث کی ایک مستقل قسم ہے۔

3- رسول اللہ ﷺ کا کسی کی بات یا عمل پر خاموشی اختیار فرمانا اس چیز کے جائز اور مباح ہونے کی دلیل ہے۔

4- تمام صحابہ رضی اللہ عنہم تقریری حدیث کو وہی مقام دیتے تھے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو دیتے تھے۔

5- تمام علماء محدثین، اصولیین وفقہاء تقریری حدیث کی حجیت کے قائل ہیں۔

## حوالہ جات

---

[1] سورة آل عمران، 3 : 81

[2] ابن منظور، محمد بن مكرم الأفريقي المصري، لسان العرب ،الناشر: دار صادر – بيروت، الطبعة الأولى ،ج5،ص82

[3] الشوكاني، محمد بن علي بن محمد إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول ،المحقق : الشيخ أحمد عزو عناية، الناشر: دار الكتاب العربي، بيروت، ج1،ص117

[4] الزركشي، بدر الدين محمد بن بهادر بن عبد الله ،البحر المحيط في أصول الفقه تحقيق :د. محمد محمد تامر، ناشر دار الكتب العلمية ، بيروت، 1421هـ 2000م، ج3،ص270

[5] الجديع، عبدالله بن يوسف، تيسيرُعلم أصول الفقه، مؤسسةالريان، بيروت، ط:الرابعة 1427ھ،ص 135

[6] البحر المحيط ،ج3،ص272

[7] بخاری ، ابو عبدالله محمد بن اسماعيل صحيح بخاری، كتاب الصوم، حديث 1968، الناشر: دار طوق النجاة ،الطبعة: الأولى، 1422ھ،ج3،ص38

[8] النسائي،أحمدبن شعيب أبوعبدالرحمن،سنن نسائی،مكتب المطبوعات الإسلامية حلب كتاب:شکار اور ذبیحہ کے احکام و مسائل،باب:مردہ سمندری جانوروں کی حلت کا بیان ، حديث 4353

[9] صحيح بخاری ، كتاب المغازی باب غزوة سيف البحر كا بيان ،ج2،ص510

[10] السجستانی، أبوداودسليمان بن الأشعث،سنن ابوداؤد، المكتبة العصرية، بيروت، ج2،ص22

[11] سنن ابو داؤد ،حدیث334 ،ج1،ص92

[12] صحیح بخاری،کتاب النکاح،باب العزل،حدیث:5208،وصحیح مسلم،کتاب النکاح،باب حکم العزل،حدیث:1440وسنن الترمذی،کتاب النکاح،باب العزل،حدیث:1137

[13] سورۃالمائدۃ5:67

[14] سورۃالأعراف7:157

[15] سورۃآل عمران 3:110

[16] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري ،صحيح مسلم،دار إحياء التراث العربي – بیروت، کتاب الایمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان ، ج1،ص69

[17] ابن القیم الجوزي، إعلام الموقعين عن رب العالمين، تحقيق : طه عبد الرءوف سعد الناشر : دار الجيل بيروت ، 1973 ،ج2،ص386

[18] صحیح بخاری 109/9

[19] ابن الصلاح أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري علوم الحديث، الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة: الأولى 1423 هـ / 2002 م ، ص120

[20] البحر المحیط ج1،ص132

[21] المحلي، جلال الدين محمد بن أحمد بن محمد بن إبراهيم الشافعي شرح الورقات في أصول الفقه ،تحقيق: الدكتور حسام الدين بن موسى عفانة ، حذيفة بن حسام الدين عفانة،الناشر: جامعة القدس، فلسطين ،الطبعة: الأولى، 1420 هـ 1999 م، ج1،ص154

[22] سورۃالاعراف7:157

[23] ابن حزم ،الامام علي بن احمد بن سعيد الاندلسي، الاحكام في اصول الاحكام ، دارالحديث ، القاهرة الطبعة الاولى 1424ھ ،ج4،ص460)

[24] صحیح بخاری ، کتاب النکاح، باب العزل، ص7،ص33

[25] مسند أبي عوانة الناشر دار المعرفة ح4357 ،ج3،ص100

[26] ابن حجر أبو الفضل أحمد بن علي العسقلاني، فتح الباري ،دار المعرفة ,بيروت ،ج9،ص306

[27] المباركفوري، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم أبو العلا، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ، دار الكتب العلمية ، بيروت. ج4،ص242

[28] أحمد بن حنبل، مسند ،المحقق : شعيب الأرنؤوط وآخرون ،الناشر : مؤسسة الرسالة، الطبعة: الثانية 1420ه ، 1999م.، 141/5 رقم 21313 ، قال شعيب الأرناؤوط تعليقاً على مسند الإمام أحمد : صحيح، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الصحيح

[29] ملاعلی قاری ،مرقاة المفاتيح ج2،ص443

[30] صحيح البخاري، كتاب الحج، باب التلبية والتكبير إذغدا من منى إلى عرفة ، ج2،ص161

[31] المباركفوري، أبو الحسن عبيدالله بن محمد عبدالسلام بن خان محمد بن أمان الله، مرعاة المفاتيح، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء الجامعة السلفية بنارس الهند ،ج9،ص133

[32] صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب سترة الإمام سترة من خلفه،ج1،ص105

[33] فتح الباري،ج1،ص572

[34] السجستاني، أبوداود سليمان بن الأشعث،سنن ابوداود، المكتبة العصرية ، بيروت22/2

[35] صحيح البخاري باب صلاة الطالب والمطلوب راكبا وإيماء ، ج2،ص15

[36] صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهديّة، ج3،ص155

[37] صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب السجود على الثوب في شدة الحرّ ،ج1،ص86

[38] فتح الباري 493/1